|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| دار الافتاء  جامعہ مدنیہ  بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی |  | **DARUL IFTA**  **JAMIA MADNIAH**  BLOCK I,NORTH NAZIM ABAD  KARACHI |

فتوی نمبر 144407200130

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض وجوہات کی بناء پر ہم نے اپنی ہمشیرہ کی کورٹ سے خلع لی اس ساری کاروائی میں شوہر نہ عدالت میں حاضر ہوا ،نہ خلع نامہ پر دستخط کیے ،اور نہ ڈیڑھ سال میں ہم سے رابطہ کیا کورٹ نے خلع دے دی ۔

1. کیا عدالت سے خلع لینے کی صورت میں شرعی طور پر خلع ہوگئی یا نہیں؟
2. اگر ہوگئی ہے تو عدت ہوگی یا نہیں؟
3. اگر خلع نہیں ہوئی توشریعت کی نظر میں علیحدگی کا کیا طریقہ کار ہے؟

مستفتی:خلیل احمد

مکان نمبرKE-834،سیکٹر7-A،

رشید آباد ،بلال کالونی،کراچی

03062413246

**الجواب حامدا ومصلیا**

(1) اگر شوہر عدالت میں حاضر نہیں ہوا اور اس نے زبانی یا تحریری طور پر خلع کو قبول نہیں کیا تو ایسے یک طرفہ عدالتی فیصلے کو شرعی خلع قرار نہیں دیا جاسکتا؛ کیوں کہ شرعی طور پر خلع کے معتبر ہونے کے لیے میاں بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے، جب کہ مذکورہ صورت میں  خلع کا فیصلہ شوہر کی اجازت و رضامندی سے نہیں ہوا اور شوہر نے اس خلع نامہ پر دستخط کر کے اس کو قبول ہی نہیں کیا ۔ نیز  عمومی احوال میں شوہر کی اجازت اور وکالت کے بغیر کسی اور کو طلاق دینے کا بھی اختیار نہیں ہے۔

(2) جب شرعا خلع نہیں ہوئی تو آپ کی ہمشیرہ کے ذمہ عدت بھی نہیں۔

(3) بعض مخصوص حالات میں قاضی  شرعی کو یہ  اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ  شوہر کی اجازت کے بغیر بھی  میاں بیوی میں تفریق کرسکتا ہے، اس لیے کہ نکاح کے بعض حقوق ایسے ہوتے ہیں  جو نکاح کے مصالح  اور مقاصد میں سے ہیں اور قضاءً اس کی ادائیگی شوہر پر لازم ہوتی ہے، اگر شوہر ان کی ادائیگی نہ کرے تو بزورِ عدالت انہیں وصول کیا جاسکتا ہے، مثلاً بیوی کا نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا کرنا وغیرہ، اگر شوہر ان کی ادائیگی سے عاجز ہوتو عورت کو طلاق دے دے، ایسی صورت میں اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرتا ہے یا شوہر طلاق دینے کے قابل نہیں ہے تو  شرائط پوری ہونے کی صورت میں قاضی اس کا قائم مقام بن کر میاں بیوی میں تفریق کرسکتا ہے۔

 لہذا اگر شوہر اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں لاتا اور اپنا گھر بسانے پر تیار نہیں ہوتا، نان ونفقہ دینے پر راضی نہیں ہوتا  تو ایسی صورت میں مذکورہ عورت کو چاہیے کہ خاندان کے معزز لوگوں کے سامنے یا محلے کی پنچایت کے سامنے اس معاملہ کو رکھے، اور ان کے تعاون سے اس مسئلہ کا حل نکالا جائے، اور اگر شوہر پھر بھی اپنی ضد پر اَڑا رہے، اور اپنے رویہ میں  تبدیلی نہیں لائے تو عورت  اپنے  شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرکے کسی طرح طلاق حاصل کرلے، اور اگر وہ طلاق دینے پر رضامند نہ ہو توباہمی رضامندی سے خلع کا معاملہ کرے، اور خلع میں شوہر کے لیے بدلِ خلع یعنی خلع کے عوض مال لینا جائز نہ ہوگا،  تاہم لینے کے باوجود خلع ہوجائے گی اور نکاح ختم ہوجائے گا۔

لیکن اگر شوہر نہ طلاق دے اور نہ ہی خلع  دینے پر رضامند ہو اور بیوی کے ساتھ نباہ پر اور اس کو نان ونفقہ دینے پر بھی تیار نہ ہو تو  سخت مجبوری کی حالت میں  عدالت سےتنسیخِ نکاح کرایا جاسکتا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ  عورت اپنا مقدمہ مسلمان جج کے سامنے  پیش کرے، اور متعلقہ جج  شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ معاملہ کی پوری تحقیق کرے، اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہوجائے کہ اس کا شوہرباوجود وسعت کے خرچہ نہیں دیتا تو اس کے شوہر سے کہا جائے کہ عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ، ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو عورت پر طلاق واقع کردے۔

(ماخوذ از حیلہ ناجزہ، ص؛73،74/ ط؛ دارالاشاعت)

**فتاوی شامی میں ہے :**

"فقالت: خلعت نفسي بكذا، ففي ظاهر الرواية: لايتم الخلع ما لم يقبل بعده". **(۳/۴۴۰، سعید)**

**بدائع الصنائع میں ہے :**

"وأما ركنه فهو الإيجاب والقبول؛ لأنه عقد على الطلاق بعوض فلاتقع الفرقة، ولايستحق العوض بدون القبول".**(۳/۱۴۵، سعید)**